مولانا الحاج خلیل الرحمٰن کو تاریخ گوئی پر کمال حاصل تھا۔ چنانچہ آپ نے مختلف مسجدوں پر قطعات ترتیب دیے ہیں جن سے ان مسجدوں کی تعمیر میں پیش پیش کاریگروں اور ان کی تاریخہائے تکمیل کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں آپ کے بعض قطعات مولانا عبدالرحیم روزی نے اپنے مضمون ''حاجی خلیل الرحمٰنؒ اور فن تاریخ گوئی'' میں پیش کئے ہیں۔ حاجی صاحبؒ نے اپنے صدیق دیرینہ مولانا عبدالملک بلغاریؒ کے خلف الصدق مولانا عبدالرشید ندویؒ کے نام منظوم خطوط تحریر فرمائے ہیں، جن میں سے ایک منظوم خط پیش کیا جاتا ہے جو مولانا ندویؒ اور مولانا محمد ابراہیم خلیلؒ دونوں کے نام لکھا گیا تھا۔

''علامہ ندویؒ و شیخ محمد ابراہیم خلیل غواڑویؒ صاحبان أدام الله بركاتهم علينا وعلى جميع المسلمين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

سلمتُ اليومَ روحاً مِن خليلٍ — فقُوِّىَ جِسمى مِن حضم عليل

شكرتُ اللّٰهَ ربَّ العالمينَ — شفا صدرى من الهَمِّ الضليلِ

علِمتُ ما سمعتُ كانَ كذباً — لِحفظِ العزِّ والصونِ من ذليلِ

فهِمتُ ما كتبتُم ما ضَمَمْتُم — فرِحتُ منكم مِن خطٍ جميلٍ

تقبَّلْ مِنّى تبريكاً سلاماً — فإنِ الكذبَ يظهَرُ مِن رذيلٍ

رأيت فيهِ مَا يهواهُ قلبِى — تَقرتُ عينِى مِن مضمونِ ذيلٍ

مخلصُكم: محمد خليل الرحمان — ٧ ذى الحجة ١٣٩٤هـ

نام کتاب: ''برگِ سبز''

بیاد و تذکرہ: مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمة الله عليه

تحریر: مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی فاضل دیوبند ضخامت: 98 صفحات، ناشر: القاسم اکیڈمی خالد آباد نوشہرہ سرحد،

ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید 110 الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور — تبصرہ نگار: عبدالرحیم روزی

مولانا حقانی کی مفصل تمہید کے بعد فاضل مصنف نے ''عنواناتِ عشرہ'' کے نام سے مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمة الله عليه کی حیات اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ طباعتی غلطیوں کے علاوہ واجب الاحترام مولانا قاسم نانوتوی رحمة الله عليه کا کلام ''کہ **ہو سگانِ مدینہ میں میرا شمار**'' سیرتِ نبوی کی رو سے قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ سگِ حسنین رضی الله عنهما کی وجہ سے جبریل علیہ السلام دربارِ نبوی میں باریابی حاصل نہ کرسکا [متفق علیہ] اور شافع روزِ جزا ﷺ نے خود سگانِ مدینہ کو ہلاک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ [بخاری]

شعروادب:

حاجی خلیل الرحمٰن اور فن تاریخ گوئی

رحیم اللہ وارثی

ابو اسماعیل حاجی خلیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (1905-1976ء) بلتستان میں ایک مصنف ومؤرخ، روحانی طبیب، جسمانی حکیم اور شاعر کے طور پر معروف شخصیت گزرے ہیں۔ بلتستان کے علاوہ پاکستان بھر کی قائدانہ شخصیات میں آپ محتاجِ تعارف نہیں تھے۔ آپ کے مکتوبات، تالیفات، تاریخ نویسی اور دیگر مضامین معتدلانہ اور منصفانہ روش کے آئینہ دار ہوتے۔

دارالعلوم بلتستان غواڑی کے نظم ونسق اور دیگر ذمہ داریوں کے مشاغل آپ کی تصنیفی وتالیفی خدمات میں سنگ گراں نہیں بنے، بلکہ بنیادی طور پر مؤخرالذکر مشغلہ آپ کا مابہ الامتیاز وصف رہا۔

آج جمعیت اہلحدیث بلتستان اور جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی کے اعمال ونشاطات اور تاریخی واقعات سے متعلق کوئی سرا ملتا ہے تو آپ کی تصنیفات سے۔ باحثین ومحققین کے لیے آپ ہی کی تحریریں بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ آپؒ اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک تاریخ ساز شخصیت، ایک عہد اور ایک تحریک تھے۔

تألیف وتصنیف کا سلسلہ آپ ہی سے شروع ہوا اور آپ ہی پر ختم۔ کہیں بعد میں جاکر **التراث** کا مبارک سلسلہ شروع ہوا۔ بے ادبی کے ساتھ یہ تلخ حقیقت کہنا پڑتی ہے کہ ہزاروں خوبیوں کے باوجود آج کے فضلاء عصر حاضر کی مادہ پرستی اور آرام طلبی کی خوبو سے اپنے آپ کو آزاد نہ کراسکے۔

دانائے سبل محمد عربی ﷺ نے کیا ہی خوب فرمایا(**مثل الجليس الصالح والسوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ريحا طيبة ونافخ الكير اما ان يحرق ثيابك واما ان تجد منه ريحا خبيثة**) [اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان،باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء٥٤/حديث١٦٨٧]

شعروشاعری کی دنیا ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ خطہ بلتستان کے شعراء نے بھی اس سمندر میں غوطہ زنی کی ہے۔ فن تخرجہ، صنعت تعمیہ، صنعت تضاعف، صنعت توشیح اور فن تاریخ گوئی میں بھی جولانی کی اور خوب کی۔ (ڈاکٹر محمد حسن خان عماچہ، سہ ماہی پیغامِ آشنا، اکتوبر دسمبر 2004)

بلتستان کے قدیم شعراء کے اشعار اپنے دور میں رائج زبان بلتی وفارسی میں ہوتے، جبکہ جدید شعراء کا کلام رائج الوقت زبان اردو اور مادری زبان بلتی میں ہوا کرتا ہے۔ بلتستان کے تاریخ گو شعراء میں میر نجم الدین ثاقب، ابوالحسن سید عبدالعلی

الحسین، سید فضل شاہ سکردو، راجہ مراد علی خان شگر شامل ہیں۔ جبکہ موجودہ دور میں راجہ محمد علی شاہ صبا، حشمت کمال الہامی اور التراث کے ایڈیٹر مولانا عبدالرشید صدیقی قابل ذکر ہیں۔

جناب الحاج خلیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ مصنف اور شاعر ہونے کے باوصف بلتستان کے حلقوں میں غیر معروف ہی رہے، کیونکہ عربی، فارسی اور بلتی زبانوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ادبی خدمات کو اجاگر کرنے کی خاطر خواہ کوشش نہیں ہوئی۔ اس لیے آپؒ کی حیاتِ درخشاں کے اس پہلو پر دبیز تہ جمی ہوئی ہے۔

ہم جو افرنگ سے ہارے ہی ہیں دو باتوں میں
وقت کی قدر نہیں ، گرمی گفتار نہیں

آپؒ اپنی عمدہ شاعری سے ایک طبع زاد شاعر ثابت ہوئے۔ آپ کی بعض صنعت کلام ایسی ہے' جس کو کسی باصلاحیت ادیب سے سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

یہاں ہم آپ کو حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے منظوم کلام سے متعارف کرائیں گے جن کا تعلق تاریخ گوئی سے ہے:

{1} جامع مسجد اہلحدیث غواڑی راجہ خرم کریس کے دور میں محرم الحرام ۱۲۴۵ھ بمطابق 1829ء میں تعمیر کی گئی۔ مولانا محمد موسیٰ بن محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم، مفتی کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بوسیدگی اور تنگ دامنی کی شکایت ہوئی تو از سرنو عالیشان طریقے سے تعمیر کی گئی۔ یہ عمارت ۱۳۶۰ھ بمطابق 1942ء میں مکمل ہوئی جو کہ روایتی چوبکاری اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ پھر اصلاحی کمیٹی غواڑی کے صدر ماسٹر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ۱۳۹۰ھ بمطابق 1970ء میں بعض اصلاحات ہوئیں۔

چنانچہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ ان تینوں ادوار میں سے پہلی تعمیر کے لیے ''دوازدہ صد ز ہجرت چہل پنجم'' کے الفاظ سے، دوسری تعمیر کے لیے ہزار سہ صد وستون ۱۳۶۰ھ کو حساب جمل کے لفظ ''غم کش'' کے ذریعے اور ۱۳۹۰ھ کی اصلاح و مرمت کے لیے ابجدی لفظ ''شغلکم محمود'' کے ذریعے اس جامع مسجد کی مکمل تاریخ سے اگلی نسل کے لیے آگاہی کا انتظام فرمایا۔ جو کہ ایک احسان کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

تاریخ تعمیر باراول ۱۲۴۵ھ

ہمیں مسجد بعہد راجہ خرم — دوازدہ صد چہل و پنج محرم
ز ہجرت بود نہاد سنگ بنیاد — با ایمان اُسّس تقویٰ مقدم
گزشتہ بود زمان و سالِ بسیار — کہ دیوار ہا تفش شد مہدم

تاریخ تعمیر باردوم (۱۳۶۰ھ)

چو تدبیر کرد عالمانِ ایں دور بیاید کرد تعمیر از ید نورؒ
بحکم مولوی موسیٰؒ و بخشہؒ ز تعمیر شد فراغت از ید نورؒ
بیمن سعی ابراہیم انصارؒ چو بیت القدس ایں ہم گشت پر نور
ہزار سہ صد و ستونِ ہجری کہ لفظ ''**غم کش**'' است تاریخ پر نور

تاریخ مرمت بار سوم (۱۳۹۰ھ):

چو صدر القوم عبداللہؒ زعیم شد نظام اہل غواڑی خوش سلیم شد
خصوصاً کار خانقاہِ عابداں را دریں دنیائے دون دارالنعیم شد
بدیوار سفیدی سنگ تراشی ز مرور پست پیراں مستقیم شد
خطاب کردم قلم را تاریخ منج بداہت ''**شغلکم محمود** (۱۳۹۰)'' رقیم شد

{2} مسجد اہلحدیث ژھین غواڑی کے دروازے پر اس دور بین نگاہ فقیر نے حروف ابجدی کے لفظ ''غم بکش'' سے اس کی تاریخ تعمیر (۱۳۶۲ھ) سے ہمیں آگاہ کیا۔

بسال ''**غم بکش** (۱۳۶۲ھ)'' ایں مسجد پاک عمارت ساخت چوں معمورِ افلاک
جدارش بید حاجی حسن دان دیگر نورؒ و سودےؒ حداد و ترکھان
غلام نامی مدد پا شد مددگار مزین کرد او محرابِ گل کار
غلام محمد ابن سودے دار خداوند مع ابنش امامے بے خلافند
دیگر ابن سودے شیریں زبانست بصوتِ دل ربا عمرش جوانست
بحکم مکیؒ و سکانِ بقعہ ہمیں قطعہ بپوشید ہمچو خلعہ

{3} محلّہ گیا نتھا 'غواڑی کا ایک مردم خیز اور ہنسوز وشگفتہ مزاج لوگوں کا محلّہ ہے۔ایک غمزدہ بندہ تھوڑی دیر کے لیے محلّہ گیا نتھا کے چوپال میں یا کسی بندہِ ظریف کی صحبت میں رہا تو وہ اپنا غم بھول جائے گا۔دوسری خصوصیت ان کی یہ ہے کہ یہ محلّہ صوم وصلاۃ اور نمازِ باجماعت کا بڑا پابند ہے۔

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے مولانا محمد یونس مرحوم ودیگر طلبائے بلتستان کی جدوجہد سے زرخیز مگر وسائل آب پاشی سے محروم اراضی کو سیراب کرنے کے لیے ایک کویل نکالا گیا۔اس کویل نے محلّہ گیا نتھا کی اقتصادی زندگی کی کایا ہی